© rasailojaraid.com

رسالتِ محمدیہ کا اقرار و تسلیم احکام شرطِ نجات ہے

(حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک علمی مقالہ)

یہ معلوم ہے کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے بانی جناب سرسید احمد خاں صاحب کے آخری دور کے اکثر خیالات مغربی مفکرین سے درآمد کردہ تھے۔ سب سے زیادہ اسلام سے متصادم نظریہ ان کا یہ تھا کہ رسالتِ محمدیہ کا اقرار اور احکامِ شریعت کا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری، اور نجاتِ اخروی کے لئے شرط نہیں۔ یہ نظریہ بظاہر معصوم سا ہے مگر بڑے دور رس نتائج کا حامل ہے۔

جماعت اہلِ حدیث کے سرخیل حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرسید صاحب موصوف کے اس فاسد نظریے پر ان ہی دنوں ایک تنقیدی مقالہ سپردِ قلم فرمایا تھا جسے رحیق میں دوبارہ شائع کیا جاتا ہے کیونکہ ادارہ ثقافت لاہور رسالتِ محمدیہ کی اہمیت ختم کرنے کے لئے سرسید کے اس عقیدہ کی اشاعت کر رہا ہے تاکہ اس کی دوسری ثقافتی گمراہیوں کا نوخیز اور ناواقف طبقے کے حلق میں اترنا آسان ہو جائے۔

یہ مقالہ "گلِ دیگر شگفت" کے عنوان سے مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماہنامہ اشاعۃ السنۃ النبویہ کے ۱۱ جلد ۲ ذیقعد ۱۲۹۶ھ مطابق نومبر ۱۸۷۹ء میں شائع ہوا تھا۔ (رحیق)

آنریبل سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کھلایا ہے۔ اب لوگوں کو انبیاء اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی وایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا۔ اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان (محمدی وناجی (نجات پانے والا) ہے۔ چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعد ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۲۴ میں فرمایا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اسلام کے اصل اصولوں کے موافق نہ ان اصولوں کے جن کو علماء نے قرار دیا ہے وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو، نہ کسی اوتار کو، نہ کسی الہامی کتاب کو، نہ کسی حکم کو جو مذاہب میں فرض وواجب سے تعبیر کئے گئے ہیں اور صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ نہیں، زردشتی ہے؟ نہیں، موسائی ہے؟ نہیں عیسائی ہے؟ نہیں، محمدی ہے؟ نہیں، پھر کون ہے؟ مسلمان، گو ہم نے اس شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اس کا محمدی ہونا ایسا لازم ہے جیسے کہ اس کا مسلمان ہونا۔ کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے۔ پس وہ بھی درحقیقت محمدی ہے۔ پر ناشکرا محمدی۔ جیسے ہمارے زمانہ میں بعض فرقے ہیں۔ جو غالباً توحید ذات باری پر بکمالہ یقین رکھتے ہیں اگر کہو کہ وہ کافر ہیں تو غلط ہے کیونکہ کافر تو نجات نہیں پانے کا۔ مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے۔

وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً او نصارى تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولاخوف عليهم ولا هم يحزنون (سورة البقرة ۱۰۵ اور ۱۰۶) اور پھر ایک جگہ فرمایا ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيما (سورة النسا ۵۱) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من شهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه فدخل الجنة۔ پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے۔"

پھر آپ نے یہ غضب کیا ہے کہ جو لوگ وجود باری تعالےٰ سے منکر کہلاتے ہیں ان کو بھی اسلام و نجات کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے اور ان کے وجود باری سے انکار کی یہ تاویل کی ہے کہ ان کو وجود باری سے انکار نہیں بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے۔ پھر فرمایا "ان کے اہل جنت ہونے میں کیا شک باقی رہا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ہر چند اپنی تقریر اوّل کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ

"نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کریں نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانیں نہ ہمارا یہ مقصد ہے کہ لوگ پابندیٔ احکام چھوڑ دیں بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہیں۔ پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات فاسد سے ہمارے اس قول کے اور کچھ معنی قرار دے لے۔"

لیکن یہ فرمانا آپ کا بعینہ یہ کہنا ہے کہ ہم نے یہ الفاظ تو بولے ہیں پر ان کے معانی مراد نہیں رکھے۔ یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے مگر اس کے لازم کا ارادہ دل میں نہیں رکھتے۔ جنابِ من انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی کے منکر کو کافر نہ کہنا منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے۔ اور یہ اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و عین منشا ہے۔ فرض کیا یہ بدگمانی اور خاسد خیالی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ پھر منکر ہو جانے کی اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا تو ایسا ہے جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے محمدی ہونا لازم ہے۔ جس جرم سے مواخذہ اٹھایا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہاں رہتا ہے۔ اور اس کے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم میں کیا شک رہتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص واقف قوانینِ سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہیں اور اس کے مرتکب پر مواخذہ نہیں پس لوگوں کو اطاعت سے منحرف کرنا اوّلاً تو اس کلام کا مفہوم اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی نہ مانے تو اس کلام کو انحراف کا لازم ہونا تو کسی کے شک کا محل نہیں ہے۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے زہر کھانے یا شراب پینے میں ہلاکت یا نقصان نہیں یہ کہنا بھی معناً زہر کھانے اور شراب پینے کی اجازت ہے اس کو کوئی نہ مانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم میں کسی طرح کا شک نہیں ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپ نے اس تقریر سے لوگوں کو اتباع انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکھایا۔

اب رہا یہ امر کہ آپ کا یہ دعوے کہ منکر انبیاء و کتب و احکام کافر نہیں اور ایسا بے قید ہونا اصول اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہیں یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا تصفیہ ہم قرآن ہی سے کرتے ہیں جس کا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہیں نہ ان اصول سے جن کو علماء نے از خود قرار دیا ہے ایسے اصول کے ہم بھی (آپ کی طرح) مقلد نہیں اور یہی ہماری بحث میں بمقابلہ جناب لطف ہے ورنہ علماء کے اصول و اقوال سے آپ کب قائل ہوتے ہیں۔ اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہیں۔

پس توجہ سے سنیں کہ قرآن مجید نے انبیا و کتب سماویہ و احکام مذہبیہ کے انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق انبیاء و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن میں اس مضمون کی صدہا آیات ہیں ازاں جملہ چند آیات نقل کی جاتی ہیں۔

(الف) آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیاء و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء

(۱) امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ (بقرہ ع ۴۰)	سورۂ بقر میں ہے رسول اور مومن سبھی کتب منزلہ اور خدا اور فرشتوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کسی میں تفرقہ نہیں ڈالتے۔
(۲) یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا مبینا (نساء ۲۰)	لوگو! جو ایمان کا دعوےٰ رکھتے ہو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو جواب اور اس سے پہلے اتاری ہے مانو اور جو خدا اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور بھولا ہے

دوسری جگہ فرمایا ہے۔

(۳) ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن	جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں (اس طرح کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ببعض الکتاب ونکفر	(یعنی خدا کو مانتے ہیں اور رسولوں کو نہیں
ببعض ویریدون ان	یا یہ کہ کسی رسول کو مانتے ہیں کسی کو
یتخذوا بین ذلک سبیلا	نہیں مانتے) اور وہ بیچ کی راہ کہ خدا
اولئک ھم الکافرون	کو مانا اور رسول کو نہ مانا نکالنا چاہتے
حقا واعتدنا للکافرین	ہیں وہ ٹھیک ٹھیک کافر ہیں اور خدا
عذاب مھینا۔ رسورہ	نے کافروں کے لئے خواری کا عذاب
نساء رکوع ۲۱)	تیار کر رکھا ہے۔

(ب) (آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات واحکام و وعید شدید جہنم بر مخالف نبی کہ از لوازم کفر است بلا کلام)

(۱) فلا وربک لا یومنون حتی	تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جب
یحکموک فیما شجر بینھم	تک تیرا حکم نہ مانیں گے مسلمان نہ ہونگے
(۲) من لم یحکم بما انزل اللہ	جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ یا
فاولئک ھم الکافرون۔	حکم نہ کرے وہ کافر ہے۔

یہ آیت یہودیوں کے حق میں اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور موسیٰ رسول کو برحق جانتے پر رجم وغیرہ احکام تورات سے منکر ہو بیٹھے تھے چنانچہ شان نزول آیت اس پر شاہد ہے جو صحیح مسلم صـ۷ جلد ۲ اور تفاسیر میں مذکور ہے۔

(۳) ان الذین کفروا بایا تنا	جو لوگ ہماری آیات سے کفر کرتے ہیں
سوف نصلیھم نارا کلما	ان کو ہم دوزخ میں داخل کریں گے جب
نضجت جلودھم بدلناھم	ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ان کی کھالیں
جلودا غیرھا لیذوقوا	ہم بدل ڈالیں گے تاکہ وہ عذاب
العذاب رسورہ نساء رکوع ۱۸)	چکھتے رہیں۔
(۴) ومن یشاقق الرسول من	اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کے رسول
بعد ما تبین لہ الھدی	کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ کو
ویتبع غیر سبیل المومنین	چھوڑ کر اور رستہ چلے اس کو ہم جدھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (نساء ۱۷) وہ چاہتا ہے پھیریں گے اور دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بازگشت نہایت بری ہے

جب یہ آیات صریحہ و نصوص قطعیہ تصدیق نبی و کتب و احکام کو جزو ایمان بناتی ہیں اور منکر و مخالف نبی کو کافر بتاتی ہیں تو وہ دو آیتیں اور ایک حدیث متمسکہ جناب مخاطب جن میں توحید پر وعدہ نجات ہے عموم پر کب محمول ہو سکتے ہیں۔ اور بجز ان موحدین کے (جو اقرار توحید کے ساتھ انبیاء و کتب الہامی کو بھی مانتے ہیں) اور دوسرے "موحدین" منکرین انبیاء کو کب شامل ہو سکتے ہیں۔ وہ آیتیں اور حدیث تو انہی لوگوں کی نسبت ہیں جو کفر چھوڑ کر تابع بنے ہوئے ان کو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پھر اگر تم سے کوئی گناہ سوائے شرک ہو گا تو وہ خدا چاہے گا تو بخش دے گا۔ اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے بھی عمل میں لاؤ گے تو بخشا نہ جائے گا۔ ان آیات و حدیث میں کافروں اور منکروں کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے۔ آپ کے سوائے زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک کسی مسلمان کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی آیت و حدیث میں یہ عمومیت و شمولیت پائی جاتی ہے۔ آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی مؤید احادیث بھی بہت ہیں جو باتفاق مسلمانوں کے صحیح ہیں و لیکن اس مقام میں ان کی نقل اس لئے فروگذاشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان احادیث کو کسی بہانہ سے ان کی صحت کو نہ مانیں اور اصلی اصول سے ان کو خارج کر ڈالیں۔

اب اگر کوئی ہم سے سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول و اعتقاد پر آپ (یعنی سرسید) کے اسلام کا کیا حال ہے اور ان کی نسبت اب بھی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تم نے نمبرہ بصفحہ ۱۴۴ اور نمبر ۱۰ میں بصفحہ ۲۹۳۔ ان کی نسبت ظاہر کیا ہے[ؔ۲] ؛ یا اب اس میں کچھ فرق آ گیا ہے ؟ تو جواب اس کا

ؔ۱ یا پھر جناب سید احمد خاں صاحب کے مقلد ادارہ ثقافت کے سربراہ خلیفہ عبدالحکیم اور ان کے حلقہ بگوشوں کی کہ بلا جھجک اس عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں (رحیق) ؔ۲ اشاعۃ السنۃ کے ان محولہ مقامات میں مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا اگرچہ جناب سید احمد خاں وغیرہ کی بعض تحریریں ضروریات دین کے انکار کو مستلزم ہیں تاہم صراحت نہ ہونے کی وجہ سے حکم تکفیر سے احتراز کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسرے علمائے کرام مولانا سے مختلف رائے رکھتے تھے۔ بالآخر زیر بحث مضمون کی اشاعت کے بعد مولانا مرحوم کے لئے بھی دوسرے علماء کے ساتھ متفق ہوئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ہے کہ اب میرے اس خیال میں فرق آ گیا ہے اور جناب کے اس قول نے جس میں آپ نے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام بنا دیا مجھے آپ کی نسبت شک و تردد میں ڈال دیا ہے۔ اب میں آپ کے اسلام کا مدعی نہیں بن سکتا۔ اور اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکتا۔ اور لوگوں کو آپ کی تکفیر سے روک نہیں سکتا۔ اور آپ کی خطاؤں کو اجتہادی نہیں بنا سکتا۔ امور مستلزمہ کفر میں اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پر از راہ خطا اس میں جا پڑے ومع ذلک وہ محل جس میں اس نے خطا کی ہو شبہ و اجتہاد کا محل بھی ہو۔ اور جو شخص کفر کو کفر نہیں جانتا اور قطعیات اور ضروریات دین سے جہاں تاویل و اجتہاد کا مساغ نہیں انکار کرتا ہے۔ اس کی خطا کو اجتہادی کہنا توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے جس کو دھینگا دھینگی کہا جاتا ہے۔ بس اس امر کی تفصیل پھر کسی موقع پر کروں گا۔ بالفعل اپنی کلام سابق کے ناظرین کو اپنی تبدیلئ خیال پر (جو جناب ممدوح کی تبدیلی حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے سے) آگاہ کرتا ہوں۔ اور اس پر بھی جناب ممدوح سے یہ امید رکھتا ہوں کہ میرے اس شک و تردد پر جس کو میرا دل پسند نہیں کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اس کا باعث ہے آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں گے اور یہ خیال فرمائیں گے کہ جس حالت میں دہریہ کا دلیل نہ ملنے کا سبب وجود باری کا اقرار نہ ہونا آپ کی آشفتگی خاطر کا موجب نہیں ہوا تو آپ کے اسلام کی دلیل نہ ملنے کے سبب اس کا مدعی نہ ہونا کیوں موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا۔

(بقیہ از صفحہ ۲۸۰)

(۴) کیونکہ امور نقلیہ سے مقصود افادہ کے لیے جن امور کی ضرورت ہے وہ سب کے سب "ظنی" ہیں۔

(۵) جن کے نزدیک ادلہ نقلیہ سے یقین ہو سکتا ہے ان کے نزدیک بھی ہر جگہ یقین حاصل نہیں ہوتا۔

(۶) قرآن مجید میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن کا مدلول یقینی طور پر متعین نہیں ہو سکتا پس ان کی دلالت "ظنی" ہوگی۔

چوتھا معنی جھوٹ ہے جیسے قرآن میں ہے اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ۔ "یہ لوگ صرف جھوٹ بولتے ہیں" اسی تیسرے اور چوتھے معنی کے لحاظ سے ظن کی مذمت کتاب و سنت میں وارد ہے۔ حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں حیث وجد الظن من موماً متوعداً علیہ بالعقاب فھو الشک (اتقان ص ۳۶۳ ج ۱) "یعنی جہاں ظن کی مذمت وارد ہوتی ہے اور اس پر عذاب کا وعید ہو اس سے مراد شک ہے۔" (باقی)

© rasailojaraid.com